اُردو خلاصے

ا۔ جانباز ملتانی کا فارسی دیوان - تعارف اور تجزیہ

اقصیٰ ساجد / مدیحہ رضوی

جانباز ملتانی کا شمار برصغیر کے سترھویں صدی عیسوی کے فارسی گو شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کی واحد موجود تصنیف ان کا فارسی دیوان ہے جس کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے میں موجود ہے۔ ان کا دیوان غزلیات، مخمسات اور مثنوی کے چند اشعار پر مشتمل ہے۔ ان کے کلام پر سعدی شیرازی، خواجہ حافظ شیرازی، قاسم انوار، عرفی شیرازی، کلیم کاشانی اور صائب تبریزی کے فکر و فن کے اثرات بہت نمایاں ہیں۔ ان کی شاعری کے اہم موضوعات عشق، عرفان اور اخلاق ہیں۔ صنائع بدائع کا متوازن استعمال ان کے کلام کی سلاست، روانی اور تاثیر میں اضافہ کرتا ہے۔ مقالے میں جانباز ملتانی کے غیر مطبوعہ فارسی دیوان کا تعارف اور ان کے فکر و فن کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

۲۔ باغِ بہار - ایک اہم نثری قصہ

گوہر اقبال

مثنوی سیف الملوک و بدیع الجمال ایک الف لیلائی داستان ہے جسے دنیا بھر میں بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں بہت شہرت ملی۔ مختلف ادوار میں شعرا و ادبا نے اس خیالی داستان کو منظوم و منثور قصوں کی شکل میں لکھا۔ اس کہانی کے ذریعے عرفانی و اخلاقی مطالب کو خوب صورت انداز میں بیان کیا گیا۔ برصغیر پاک و ہند کے ایک اہم لیکن گم نام ادیب سید مکرم حسین نے اسی عشقیہ داستان کی پیروی میں **باغ بہار** لکھی۔ اس کا ایک خطی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے میں محفوظ ہے۔ یہ نسخہ منحصر بہ فرد ہے۔ اس مقالے میں سید مکرم حسین کا تعارف اور ان کی داستان **باغ بہار** کا جائزہ لیا گیا ہے۔

۳۔ بیدل کا تصورِ حسن - مغل جمالیات کے آئینے میں

حافظ احمد یار / محمد آصف رضا

مغل جمالیات ہند اسلامی نظامِ جمال کا نقطہ کمال ہے جس کا مغل فنونِ لطیفہ کی ہر صنف میں اظہار ہوا ہے۔ میرزا بیدل (۱۶۴۲۔ ۱۷۲۰ء) اسی مغلیہ تہذیب کے تخلیقی فن کار ہیں۔ ان کا فلسفۂ حسن جمالیاتی وحدت کا آئینہ دار ہے یعنی انسان کا جمالیاتی شعور اور اس کائناتی معروض حسن کا احساس پیدا کرتا ہے اور

حسن آفرینی کے عمل میں موضوعی (داخلی) اور معروضی (خارجی) عناصر برابر کے شریک ہیں۔ یہ بے مثال نظریۂ جمال بیدل نے سترھویں صدی میں پیش کیا جو مغل جمالیات کا قابل تحسین کارنامہ ہے۔

۴۔ عورت کی تعلیم اور آزادی: اردو اور عربی کے مشترک ادبی و فکری ورثے کا مطالعہ

امتیاز احمد

تحریک نسواں جدید ادبیات عالم کا معروف عام موضوع ہے۔ اس تحریک کے آثار جدید عربی ادب میں بھی ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ عربی میں اس موضوع پر سب سے پہلے جمال الدین افغانی اور پھر قاسم امین نے قلم اٹھایا۔ معاصر عربی ادیبہ نجلا عزالدین نے بھی اس موضوع پر لکھا ہے۔ دنیا کے دیگر ادبیات کی طرح اردو کا دامن اس تحریک کے زیر اثر تخلیق پانے والے ادب سے مالا مال ہے۔ اردو کے معروف ادیبوں اور شاعروں جیسے سید ممتاز علی، عبدالحلیم شرر، ڈپٹی نذیر احمد، الطاف حسین حالی، کشور ناہید وغیرہ نے اس موضوع پر خوب لکھا ہے۔ مقالے میں اردو اور عربی میں عورت کی تعلیم اور آزادی کے حوالے سے مشترک ادبی و فکری ورثے کو نشان زد کیا گیا ہے۔

۵۔ پاکستانی اردو ناول میں تکنیکی و ہئیتی تجربات

ظہیر عباس

ناول صنعتی عہد کی عطا ہے۔ جدید عہد کے انسان کے روحانی اور وجودی مسائل کو جس طرح ناول نے دریافت کیا کوئی اور ادبی صنف نہیں کر پائی۔ ابتدائی ناول حقیقت پسند روایت کی تکنیک میں لکھا گیا۔ ناول کے اندر زندگی وہی ہے جو ہمیں باہر نظر آتی ہے۔ موضوعاتی اور ہئیتی سطح پر بیسویں صدی میں ناول میں اچھے برے کئی تجربات ہوئے۔ اردو ناول کے حوالے سے بھی یہی بات کہی جا سکتی ہے۔ اس مضمون میں چند ایسے بڑے ناولوں کو موضوع بحث بنایا گیا ہے جنھوں نے ادب کے قارئین پر گہرا اثر چھوڑا۔

۶۔ قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں تقسیمِ برِ صغیر کا بیانیہ

ا۔ محمد سَید علی

تقسیمِ برِ صغیر (۱۹۴۷ء) ہماری تاریخ کا سب سے اہم اور سب سے بڑا واقعہ ہے جس کے نتیجے میں ہندوستان پہلے پہل دو اور بعد ازاں تین آزاد مملکتوں میں تقسیم ہوا۔ تقسیم کی ناگزیریت، ہجرت، تقسیم

کے دوران ہونے والے فسادات سے ہزاروں انسانوں کی جان، مال اور عزت کا ضیاع، آئندہ نسلوں پر اس کے اثرات، یہ تمام واقعات آج پچھتر برس بیت جانے کے باوجود کئی سوالات رکھتے ہیں۔ نام ور اُردو ناول نگار قرۃ العین حیدر نے اپنے سات ناولوں میں اِن سوالوں کے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ مقالے میں قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں تقسیمِ برصغیر کا بیانہ زیر بحث آیا ہے۔

۷۔ ناولٹ اور پاکستانی پنجابی ناولٹ

احمد شہزاد

ناولٹ ایک ادبی صنف ہے جس کی ابتدا چودھویں صدی میں اٹلی میں ہوئی۔ ادب میں ناولٹ کے لیے مختلف نام مستعمل ہیں جیسے مختصر ناول، ناولیٹ، نوول، ناویلے اور نوویلا وغیرہ۔ انگریزی نوآبادیات کے نتیجے میں ناولٹ کی صنف پہلے انگریزی سے اردو اور پھر پنجابی زبان میں آئی۔ پنجابی زبان میں ناول کے حوالے سے وقیع کام ہوا ہے لیکن ناولٹ پر ایک علیحدہ نثری صنف کے طور پر خاطر خواہ کام ہونا باقی ہے۔ مقالے میں ۱۹۴۷ء سے ۲۰۲۰ء تک کے اہم پنجابی ناولٹ کا مختصر تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

۸۔ اکیسویں صدی کی پاکستانی اردو نظم میں معروضی و واقعاتی شعور

راؤ محمد عمر/ نمرہ حنیف

اکیسویں صدی میں لکھی جانے والی پاکستانی اردو نظم گہرے معروضی و واقعاتی شعور سے معمور ہے۔ یہ نظمیں حالیہ صدی میں پاکستان کے سیاسی و سماجی اور معاشی حالات و مسائل کی بھرپور عکاسی کرتی ہیں اور اس دورانیے میں رونما ہونے والے حادثات و واقعات سے متعلق جامع معلومات اور تفصیلات فراہم کرتی ہیں۔ معروضی و عصری موضوعات کا احاطہ کرنے کے ساتھ یہ نظمیں فرد کی داخلی سطح پر خارجی حالات کے اثرات کی نشان دہی بھی کرتی ہیں۔ اس عہد میں لکھی جانے والی نظموں کا ایک بڑا حصہ مابعد نائن الیون پاکستان کے سیاسی و سماجی اور معاشی حالات، دہشت گردی کے خلاف جنگ، خود کش حملے، بم دھماکے، فرقہ واریت، پر تشدد رویے، طبقاتی تقسیم اور قدرتی آفات و بلیات ج زلزلے، سیلاب اور کورونا جیسے موضوعات اور مسائل کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔

۹۔دیوار آب -گم شدہ تہذیبی شعور کی بازگشت

طلحہ فاران

ستر کی دہائی میں پاکستانی غزل گو شعرا نے مشترکہ طرزِ احساس کے ساتھ اردو غزل میں تہذیبی و اساطیری علائم متعارف کروائے۔ محمد اظہار الحق کا شمار اس نئی طرز کے نمایاں غزل گو شعرا میں ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف عربی و عجمی علائم کو بروئے کار لائے بل کہ ان کے یہاں گہرا تہذیبی شعور بھی ملتا ہے۔ ان کی غزلوں کا پہلا مجموعہ **دیوار آب** (۱۹۸۲) اس نئی طرز کی غزل کا ایک اہم سنگ میل ہے۔ مقالے میں محمد اظہار الحق کے تہذیبی شعور کے مختلف مدارج کا **دیوارِ آب** کے تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔

۱۰۔ترے فراق میں دِل روز گریہ کرتا ہے!(ذیشان ساحل کی شب نامہ-ایک مطالعہ)

احتشام علی

ذیشان ساحل کا شمار جدید اردو نظم کی اُن سربرآوردہ آوازوں میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنے غنائی اسلوب اور علامتی نظام سے ایک منفرد شعری آہنگ کو تشکیل دیا۔ ذیشان کی شعری شناخت نثری نظم کے ذریعے مستحکم ہوئی لیکن اٹھارہ برس کے شعری سفر کے بعد اُنھوں نے اِس ہیئت کو موقوف کر کے آزاد نظم اور نظمِ معریٰ کو شعری اظہار کا وسیلہ بنایا۔ ذیشان ساحل کی طویل نظم ''شب نامہ'' اُن کی شاعری میں در آنے والی انھی تبدیلیوں کو صورت پذیر کیے ہوئے ہے اور اسے ذیشان کی بہترین نظموں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ مقالے میں مذکورہ نظم کو ذیشان ساحل کی شعریات کے تناظر میں موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔